انجانب

تنہا سالی ومینوں کی بدحالی

حضرت انجانب نے کسی پچھلے دہلی پنچ میں ہمشیرہ غزل کے بطور نمونہ از خود اپنے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کئے تھے جو کہ قدر کی نگاہ سے دیکھے گئے اور چند اخباروں میں بھی شائع ہوئے۔ لہٰذا پوری غزل ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔ حالت تنہا سالی ومینوں کی بدحالی ملاحظہ ہو۔

مینوں نے یارب خدائی لوٹ لی — لوٹ لی تیری بادشاہی لوٹ لی
ظلم اسکے مسند پر سک بیٹھا — سکہ کی بادشاہی لوٹ لی
بجلی بھرآئے ہیں ستی کو مزدور — ہاتھ کی ایک ایک پائی لوٹ لی
انتہا حیا کی استعد کی بیباک — اگلی پچھلی سب کمائی لوٹ لی
گاؤں قصبے کی گنبدی ہیٹ کر — کبھی ہے رنگو لگائی لوٹ لی
جاڑے میں چھوٹا مشین پہ پہنچ — مرزائی چھینی دولائی لوٹ لی
کوٹ سے گرکٹ رنگ پر آبجاڑ دھیر کر — ہوریا کو ۲/۱ سپائی لوٹ لی
ساکھ ہوگئے ہیں شاہ بھی پر تنگ — پھر بھی سب رکھی رکھائی لوٹ لی
ہوگئے نکلوں پر غضب کا استم — گھر میں جو کچھ چیز پائی لوٹ لی
ناکسان میں گیہوں کے بیربیکر — ساہوکاروں نے پارسائی لوٹ لی
دوپہر میں منیوں کے آبرو پر — بیبی نے بھی رانی راج لوٹ لی

سال ہوتا تھا تو لوٹا تھا دہلی پنچ
جان بھی ہنگر نے سائی لوٹ لی

محرم

بابت سلواتجہ بر مشتمل ابھی ان کا حق اور سب بچوں کو معلوم ہے کہ رمضان شریف کے بے وقت نماز کی حضرت عید بقرعید کی بے انکی نماز سے وضو بھی نکال کر ایک کہ بے خطبہ کی ایک ہی نماز پڑھ ہوتے ہیں بھرکر لیتے ہیں مگر اس تستنت کی کسی کو بھی خبر نہیں کہ محرم کے بے وقت کے سپاہی بے حسینی کے خنجروں کے عشرہ محرم کے دن تک بجا جیسے۔ بہار منہ سے پاؤں دھکیلے کے شاہ مردان۔ کی کے بچوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھلا دیتے ہیں۔ اب یہ خواہ وہ ہیں کے ہو یہ بار دہ بچے گھر گھروں کو دھکا دینے چلے آئیں۔ کل کے اس سال کے محرم میں انجانب نے ذرا شہر سے باہر لکڑی کے ہاتھ کو جوڑ کر کہا دو سڑک پر نہ ادا تقسیم

قدم قدم پر ایک پچھلے دانس کا سنا اور ہاتھ لگے ہوئے نظر آئے۔ اور یہ بدی بالا پیش رشیدی پر وہ ظہر کو کی عورتوں ان پر مزید نہیں جو کہ ہر ایک کی خفیہ رکھی ڈکی پڑی تک جہاں تک کہ کبھی تھیں اور سے بڑھتے ہیں یہ دھرا ہے دھرا ہے یہ قصہ صحت کی حمایت نہ کبھی جاوے تو اور کیا کہا جاوے۔ تین دل ٹھنڈی دل۔ اول دل ماہ رجب کی دال سنے اور اپنی دفتر کی کوٹھری میں ہی دیکھئے۔ مگر فقیر دل اب دیکھنے میں آیا ہے جو دہلی دل سے بھی زیادہ دکھ دیو انکلا کہیں کسی سیاسی یا بیرانی گرو نے کو وہ جاپ کی کیوں کے منہ کا پتھر سر کا کے اپنے چیلے فقیروں کو دیس نکالا تو نہیں دیا۔ یا جو ہر شہر یا قصبے میں پانچ دو چار کی قوم کیطرح پھیل پڑے ہیں۔ حضرت مرزائی زمانہ ہے اور قرب قیامت کے آثار۔ آنکھ کھات کے ناری اگر سنبھلنے کے لئے ڈھیلا دھاتے کو بھی کہیں ہاتھ ڈالتے ہیں۔ تو فقیر ہی کا چنچل سا سر ہاتھ میں آتا ہے۔ غضب ہے نا۔ ایک سرے سے سارا شہر نہا ان بھکے ہوئے فقیروں سے بھر گیا۔ خدا کرے یہ سارے فقیر گنگلے کسی ذی اختیار مجسٹریٹ کے جیتے سے گرو گھنٹال کر اس پاس دہی زادے دہوتی رہا جیں اور وہ اپنی پازیب پہنکر سوا لاکھ کی حویلی میں آرام سے بٹھا دے۔ ورنہ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ ہر ایک کی جان بخشی ہیں نہ آجائے تو انجانب کا ذمہ

کیا ملا عرض مدعا کر کے — بات بھی کھوئی التجا کر کے

حضرت انجانب علیہ التسلیم دہلی پنچ کے بند کرنے کی بابت استفسار تو ناظرین کی آنکھوں کا کُل ہنر بنا ہے۔ مگر اسکے آگے پیچھے کے اگاڑی پچھاڑی کے نکتہ کو نہیں دیکھا کیونکہ یہ بھی ایک سلطنت دربار ہے۔ کینہ کا نکتہ کہیں جا لگتا ہے۔ اب جو پنچ کے قیام کی نسبت استخارہ کی دھن باندھ کر قبلہ رو ہوکر سر در گریبان ہوئے تو پردہ غیب کیطرف نگاہ دوڑائی اور بچے کی آنکھوں سے بہت ہی گھور گھاری کی مگر غش سنبھلے کی کرسی کے گرد کی لوح پر کوئی بڑے سے بڑا تو نقل حرف نظر ہی نہ آیا اور یوں سمجھئے کہ استخارہ ہی ڈھیلا سا ہو کر چٹ پڑ گیا ہاں البتہ لوح کے آگے کی جو انکھاو میں جو نگاہ دوڑی تو عقد پر سے حضرت جہان شہزادی کا لوشتہ سامنے دوڑا ہوا چلا آتا نظر آیا۔ اور لیا شوق میں بھرا ہوا دوڑا ہوا آیا کہ آخر میں سر پٹ ہوگیا۔ اسکی دوڑ خدا کی پناہ۔ ریل کی ڈاک گاڑی۔ موٹر کار۔ ٹرام سے تو بچت در سڑک بگھی۔ یکہ۔ تانگہ در لیکر گھڑ دوڑ کا گھوڑا بھی پا در ہوا تھا۔ ہم آپکی سب سے پہلی رائے کو بہ لیکر سر آنکھوں پر رکھتے اور میتے دہلی پنچ مراسلات کرتے ہیں اور دیگر احباب کی رائے صاحب کا انتظار کرتے ہیں۔ بکر ست مدار سال کی دو دست۔ (زنی دہلوی)

یارانِ ہم قالب

عمرت دراز باد کہ تا دور مشتری

ما از تو برخوریم تو از عمر برخوری

دہلی پنچ کی بابت ہماری رائے

جناب منیجر صاحب و اڈیٹر صاحب زاد عنایتہ۔ سلام و شوق کے بعد ہم دلی ہمدردی کے ساتھ آپ کو بقول شخصے ہ

ہماری ہم سے پوچھو کہ کن کی کو بکن جانے

ا ہمیشہ دہلی کے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ انشاءاللہ پنچ کی خدمت سے تو ہم ہر وقت کمربستہ اور تیار رہیں اسکو آپ بند کرنیکا قصد نہ فرمائیں کیونکہ یہ پنچ جملہ پنچوں کا سرپنچ نظر آرہا ہے۔ بفضلہ اسکے جیسے بے مثل دل آویز مضامین ہیں اگر نگاہ انصاف سے دیگر پنچوں کو ملاحظہ فرمائیں تو اسکی مثل نے ناممکن ہونگے یہ پنچ جمیع نظارہ کے آنکھوں کا نور ہے یہ پنچ سب کے دل کا سرور ہے ہ

جاری جبتک ہے افضل الاخبار۔ قائم رہنا ضرور ہے یہ پنچ۔ اب ہم چند ساعت کے لئے اپنے معزز نامہ نگاروں سے دو باتیں کرتے ہیں امید کہ وہ پوری توجہ سے سنینگے اور عمل فرمائیں گے ہ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

وہو ہذا

نظم بطور معترضہ

جو شمی مدد کے ہوئے نادمند | سیں کان دھر کر مرے چند پند
جو لکھتے ہیں ہجیبر دہلی پنچ | کہ آئندہ سے پنچ کو کردیں بند
جو ہیں پنچ کے ناظریں وہ وطلے | کہ یہ امر ہے انکے دل کو پسند
یہ سنکر طبیعت ہوئی بیقرار | یہ سنکر ہوا دل مرا دردمند
اسیوقت لیکر قلم اور دوات | یہ لکھ ڈالے کاغذ پہ اشعار چند
الٰہی جو منشا ہے اس نظم کا | وہ نامہ نگاروں کو آئے پسند
جو ہیں پنچ دہلی کے نامہ نگار | یہ کرتا ہے عرض ان سے بس خاکمند
تمنا و بیدل و لطف ماروا ظہر | ادیب و عشق آبادی و رنگین ہند
زدان لکھنوی اور گپ تیپ و نفیر | صبا اور مجنوں و کیفی خورسند
خصوصاً نیاز آستانی و رکم تر | سخن فہم لکھ کو کریں اب وہ بند
ہر اک ہفتہ ترسیل کرتے رہیں | مضامیں اعلیٰ تریں سودمند
علاوہ برین اور نامہ نگار | کہ جنکے دل میں جو ہیں افضل
تغافل کریں اب نہ وہ اختیار | مضامین پہلے سے لکھیں وہ چند
خدا جانے لکھیں جن سے واضح ہو یہ | کہ اخبار کے کچھ نہیں سودمند
ہیں اب بھی امداد دینا ضرور | کہ اس پنچ کو کچھ نہ ہو پیچ کند
اشاعت کی کوشش میں ہیں جا بجا | کہ ہو ... بھائی بند

بیاں کو جو کہنا تھا وہ کہہ چکا
سمجھ کر جواب اس کا دیں ہوشمند

راقم سیّد سلیمان متھراوی

ڈیر پنچ لوگ تعجب میں ہونگے کہ سال تو شروع اور سال میں حاضر یہ ماجرا کیا ہے۔ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ بیشک وہ سال غیر حاضر تھے اور سالنامہ وہ کے غیر حاضر تھے۔ حضرت بات یہ تھی کہ انکی دیبی جی سے لڑائی تھی اور اب بفضل خدا دشمنوں کی اثر میں ہی اور وہ ہے۔ خیر کچھ تھوڑا سا مصالحہ رکھا تھا سو آپ کی نذر ہے یاروں نے سمجھ کر کچھ جلا مغری نے فرصت دی تو آپ کی خدمت کی سوجھی سو آ گئے ڈلیفس؟

وہو ہذا

ہاں اے مرے خوشخصال ساقی | ہاں اے مرے باجمال ساقی
ہاں منبع جاہ و عیش و آرام | ہاں مخزن فیض و جود و اکرام
ہاں پشت و پناہ غمگساراں | ہاں قبلۂ مست بادہ خواراں
ہاں رونق نور انجمنہا | ہاں رنگ و بوئے گل چمنہا
ہاں بلبل شاخ دلربائی | ہاں طوطی سبز خوش ادائی
ہاں فخر خیال غمگساری | ہاں ناز کمال دوستداری
جھلکا جھلکا پھر آمیت دن | دیکھا ہوا شہر ... من
ہمسر نہ کیا ... | بیزار ... مضطر
بارے جو قدم ترے ہے ہیں | تجھے دل ... کے کھیلے ہیں
دہقاں خیزاں بیاں نگ آیا | غلطاں پیچاں بیاں تنگ آیا
انکار نہ ہو تو ہے کچھ اطلب | اقرار جو ہو تو ہو کچھ اصرار
امداد یہ میرے رہنما ساقی | منہ پھیر کے کچھ نہ کر نہ ساقی

دم تشنہ لبی ہے بے لبوں پر
اور دل کو نہیں قرار دم بھر

کر ہم پہ عطا کوئی بھی جام مستوں کا جو کام دیتا نام
کچھ حال دیو مجھ ساقی خوب بھرا جام شراب مرغوب
دینا ہے ارغوانی ساقی ابھی جو بھی پھر ارغوانی ساقی
چھٹ جائے غبار دل اسمیں بٹ جائے بخار دل وہ کیا تو

دل ہمیں منے وہ شوق ہے کیا
جو تم نہ غلط کرے وہ مے کیا

سن تم کا او ہر کو پھیر ساقی مت کر للہ دیر ساقی
آئے ہیں اسی امید پر یاں ہوئے عیش و خوشی کے ساماں
اسلئے کوئی پڑائی جو جھجکی بیزار ہوکر تباکے جھجکی
لیتے ہیں تری بلائیں ساقی اب یاں سے کہاں کو جائیں ساقی
گر یونہی ترے ستم رہینگے ساتی کا ہے کو ہم رہیں گے
دیکھو اب زمن دراز کے بعد الطاف کناں ہیں ابر ابر عد
ہے جو لگے کالے سے سہانے پانی سے سکتے خواہ زیادہ سے
آخر کو فلک کو رحم آیا برسا کے ہر اک کو خوش بنایا

اب لطف تو یہ ہے کہ دلا دام
مجروح ہوں دوست سب سرشام

موجود ہو تو بی وہ ال الصبد ناز اور گاتا ہو مطرب خوش آواز
جلتا دور شراب ہو ویسے موجود ہوں پر بط و دف نئے
ختم محفل آج میں بھرا ہو ہر آج کا جام مے بھرا ہو
لیتا ہو تری بلائیں ہر جنج اور ہو دیں میان ذبح سرخ
ہنس ہنس کے وہ بھرا ہو ہے جام آنکا آپ تلک بھرا نے
افشاں تری مے میں عکس افگنی ہوں ماہ میں جیسے کاسۂ نقش
حتر ما کے تو مسکرا کے دے دے اب دیر یہ حساب کیوں ہے
اصرار سے بکے ہو کے مجبور الطاف سے نیز سے ہوکے مسرور

آج ساز کا کچھ جو پاؤں ساقی
یوں ایک غزل سناؤں ساقی

غزل

کیا جانئے وہ کہاں کہاں ہے جاتا ہوں جہاں کہیں وہیں ہے
ہے تیرا ہی ذکر انجمن میں گلشن میں تری ہی داستاں ہے

ہے خود کہیں قمری ال نگار اور خود کہیں سرو بوستاں ہے
خود ہی کہیں جام بادہ خزاں اور خود کہیں دق جاودان ہے
پروانہ ہے شمع جان تجھ پر اور دل ترے عشق میں تپاں ہے
ہے زیر قدم تری زمین کل اور سر بسجود آسماں ہے
فریاد رس حزین و بیزار تو چارہ ساز بیکساں ہے

از راہ کرم نظر ادھر بھی
سرگرم فغاں تراروان ہے

تا صبح کو ہے یہ شغل پیہم خنداں بسرور شاد و خرم
جام رخصت پئیں وہاں سب اسطرح دعائیں دیں تجھے سب
ساقی عشرت دراز بادا پیوستہ تو سرفراز بادا
دل بود خراب شاد کردی دادی منے ناب شاد کردی
کردی ما راچو شاد و خرم بکند خدا دل تر ابسم
در دہر بعید کسرم باشی باجاہ و بعید حشم باشی
تا است جہاں مدام روشن چوں مہر و ماہ پر توافگن

سر بردہ بہرہ ہا نہایت ✣✣
داہی است روان چو خیر خواہت

نیاز قمر سلطان مورانوی از کنیگ کالج لکھنؤ

ہوں میں بھی تماشائی نیرنگی دنیا
مطلب نہیں کچھ اس سے کہ مطلب ہی بر آئے

یہ دنیا بھی عجیب کارگاہ شعبدہ بازی گورکھ دھندا ہے کہ جسکے ہر ادا میں عجیب و غریب و سطلعہ پھیر یا بھول بھلیاں دکھلائی دیتی ہے۔ اور اسی کا اثر ہے کہ اس انسان ضعیف دنیا بے بنیاد سے بعض اوقات ایسے افعال سرزد ہو جاتے ہیں کہ جنہیں دیکھ دیکھ کر اور سن سن کر ایسی ہنسی آتی ہے کہ قہقہہ لگانے کو دل چاہتا ہے۔ مزہ اور لطف تو یہ ہے کہ ایک جاہل سے لیکر عقلمند تک۔ اور ایک امیر سے لیکر فقیر تک سب کے سب اس ہیر پھیری میں آجاتے ہیں چنانچہ منجملہ دیگر خواص انسانی کے پہلا خاصہ یہ واقع ہوا ہے کہ جس جگہ کسیکو گرتے پڑتے دیکھا فوراً ہنس پڑے۔ گرنے والے کو چوٹ لگے۔ مگر آپ خوش و بشاش ہیں۔ کہیں جھگڑا ہوا آپ فوراً سے پہلے پہونچ گئے۔ کہیں مارپیٹ ہونے کی خبر آئی۔ آپ وارد ہیں کہیں وہ کو خوش اور بشاش دیکھا۔ فوراً

دیا) کوئی پوچھے کہ بندۂ خدا تم کو کسی کے افعال سے اور حرکات سے کیا غرض اور واسطہ کہ ہر جگہ پھٹے میں ٹانگ اڑاتے پھرتے ہو۔ ہر پھٹے میں پاؤں دیتے پھرتے ہو۔ ہر چلتی ہوئی گاڑی میں روڑا اٹکاتے پھرتے ہو۔ تم جس کام کو جاتے ہو جاؤ اپنا کام کرو۔ یہ دنیا ہے۔ خدا جانے کون کس کام کو جاتا ہے۔ جسکا جو معاملہ ہے وہ آپ سمجھ بوجھ لیگا۔

مگر نہیں فطرت انسانی کا آج یہی تقاضا ہے۔ ہمدردی انسانی کا آج یہی نام ہے۔ مگر حقیقت میں ہمدردی اس بیچ بچاؤ میں کوئی غرض یا واسطہ نہیں رکھتی جسکی ایک مثال کے لئے ہم کو دور جانا بھی نہیں پڑا۔ حال کا واقعہ ہے کہ دو چچا بھتیجوں میں جائداد کا کوئی جھگڑا درپیش رہا۔ اس سے تو تم کو اور ہم کو کوئی واسطہ نہیں ہے کہ حق پر چچا تھے یا بھتیجہ۔ اسے تو حکام نکتہ رس جانیں۔ یا فیصلہ کنندہ پاسِ رنج۔

بہرحال جبکہ بات میں طوالت ہوئی۔ لوگوں نے ایک موٹے اور وجیہہ آدمی کو جو اپنے جبہ و دستار، گنڈے اور تعویذ کی بدولت اس دور میں ایک حد تک مجدد و فیض خیال کئے جاتے ہیں اس مقدمہ کو آپس میں فیصلہ کے لئے تجویز کیا اگرچہ فریقین اپنی اپنی جگہ دونوں میں مطمئن نہ تھے نہ راضی۔ مگر بھاری بھرکم آدمی کا رعب اور اثر کچھ ایسا پڑا کہ تسلیم و رضا کا حلقہ دونوں کی گردنوں میں پڑ گیا۔ مگر آپ جانتے ایک انصاف پسند فیصلہ کرنیوالے انسان کو اس سے تو غرض اور بحث نہیں ہوتی کہ فیصلہ دونوں کے حق میں مفید پڑے یا مضر۔ چنانچہ اس فیصلہ نے بجائے صلح کے آتش فساد کو اور بھڑکایا کہ یہ فیصلہ غلط و بیہودہ ہوگیا اور پھر آخر کو مقدمہ عدالت میں رجوع ہوگیا۔ یہاں جرح کے سوالات میں مقدمہ کسی زلف پریشاں کیطرح اور الجھا اور ثالث صاحب عدالت سے طلب ہوئے آپ جانتے یہاں صاحب جبہ و دستار والے آدمی۔ علم الافلاک اور تاثیر سیارگان سے واقف۔ جلالی اور جمالی عملوں کی زکوۃ دئے ہوئے۔ زبان بندی اور جواب بندی کے عامل۔ حب اور تسخیر میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ عدالت کو اپنا کونسا محکوم سمجھے۔ عدالت میں جانا توہین تصور کرتے۔ چلہ میں جا بیٹھے۔ سمن کی تعمیل نہ ہونے دی انصاف پسند حاکم نے دو تین بار عدم تعمیل سمن پر خیال نہ کیا۔ مگر ... بار ہوتا ہے۔ ایک فریق نے اصل واقعہ کو کہہ سنایا۔ فوراً وارنٹ کٹ گیا۔ میاں صاحب آخر ... کے مصداق ہوکر عدالت کے کٹہرے میں خود ہی چلے آئے۔ سمجھے جو کچھ نہیں آنکی آہ سے عامل صاحب عاملین یا عدالت۔ کیوں ؟ سنتے رہتے ؟

راقم رفیع الخیال از مجھوڑ

چٹپٹے نوٹس

سنئے صاحبان اگر آجکل صبح و شام کو گھر سے باہر نکلنے کو راستہ میں زیادہ گپ شپ نہ کیجئے کیونکہ آپکی ناک کا ... ہو جائیگا اور اگرچہ شگونیاں کرنی ہی ہوں تو سر پر لحاف یا رومال رکھ لیجئے تاکہ ... معلوم ہو۔ اور فوراً آکر گرم پانی سے غسل کر لیجئے۔

لارڈ ہاربرٹ کو پیچر کی آزادی عطا کی گئی ہے آپنے اسکے شکریہ میں ایک تقریر کی اسکے بعد ایک کالج میں محراب کی بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں ایک طالبعلم نے کہا "شاباش فلاں سردار" آپ نے یہاں بھی ایک مختصر تقریر کی اور فرمایا کہ فلاں طالبعلم نے اپنی زبان میں مجھ سے کچھ کہا لیکن یہ زبان میں جانتا نہیں۔ البتہ اتنا کہتا ہوں کہ اس نے مجھ سے استدعا کی ہے تاکہ میں پرنسپل سے ایک روز کی تعطیل کے لئے درخواست کردوں۔ اس فقرہ پر لڑکے ہنستے ہوئے چیرز دیتے گئے۔ اور پرنسپل صاحب نے خوشی سے اگلے دن کی تعطیل کی ۔

میجر لنڈن ڈانس نے دوسرے روز کی کہ حضور عالی فرماتے ہیں کہ جو شخص ہوا ... کا پہلا طیارہ پیش کریگا۔ مگر ... انعام میں دئے جائینگے۔ اسکول کے دنوں میں طرح طرح مشکل ہوتی ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ ... کے بعد ہی داخل ... کر دئے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں مشکل ہے کہ کوئی انعام لے سکے۔

محکمہ ریل اپنے ملازموں کو فضول خرچ بتاتا ہے۔ پر یہ کیوں ؟ اسلئے کہ جب کوئی ریٹائر ہوا تو اس سے پولس کا ... حضرت نے ... لیجئے اور دام لئے بغیر بیٹھ گئے۔ اب بھلا ... ایسی کئی مثالیں ... دیکھنے میں آئیں۔ برخلاف اسکے اگر ... بیچ دی جاوے تو بہت قرین ... النسب۔ درست ... بتلائیں کہ آخر اس میں فائدہ ہے کیا اور ریلوے ... کیوں نہیں دیتی ؟

الراقم ... آر۔ از ...